السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رشوت کی تعریف اور تشریح فرما کر یہ وضاحت کریں کہ کیا مجبوراً آدمی حصول کے لیے رشوت دے سکتا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

آپ کا خط ملا گزارش ہے کہ رشوت کی معنی یہ ہے کہ :

’’کسی شخص کو کچھ مال اس غرض سے دینا کہ وہ شخص امر باطل وناحق پر اس کی اعانت کرے اور اس غرض سے جو مال دے وہ راشی ہے اور جو مال لے وہ مرتشی ہے اور جو شخص دونوں کے درمیان اس لین دین کی بات چیت کرائے وہ رائش ہے اور حدیث میں ان تینوں شخصوں پر خدا کی لعنت آئی ہے اور امر حق کے حاصل کرنے کے لیے یا ظلم ظالم کے دفع کرنے کے لیے مال دینا رشوت نہیں ہے ۔‘‘ (فتاوی نذیریہ : ص ۲/۳۰ طبع قدیم)

لغت حدیث کی مشہور کتاب مجمع بحار الانوار میں بھی اس طرح لکھا ہے ، چنانچہ اس کتاب کی عبارت جلد 2 صفحہ 329) طبع جدید سے مع ترجمہ ذیل میں نقل کی جاتی ہے ۔

((الرشوة وفیہ لعن اللہ الراشی أی من یعطیہ الذی یعینہ علی الباطل والمرتشی أی آخذہ والرائش ’’أی الساعی بینہما ومن یعطی توصلا إلی أخذ حق اودفع ظلم فغیر داخل فیہ وروی أن ابن مسعود رضی اللہ عنہ أخذ بأرض الحبشة بشیء فاعطی دینارین حتی خلی سبیلہ ‘‘وروی عن جماعة من ائمة التابعین قالوا : لابأس أن یدفع عن نفسہ ومالہ إذا خاف الظلم))

’’رشوت کے معنی ہیں باطل مال اور حدیث میں راشی وہ شخص ہے جو کسی دوسرے شخص کو کچھ مال اس لیے دیتا ہے کہ وہ اس کی باطل وناحق پر مدد کرے ، اور مرتشی وہ شخص ہے جو اس طرح کا ناحق مال باطل پر اعانت کے لیے لیتا ہے ، اور رائش یہ وہ شخص ہے جو ان دونوں شخصوں کے درمیان لین دین کی بات کرتا ہے ، ان تینوں پر اللہ کی لعنت آئی ہے ، جو آدمی کچھ مال دیتا ہے اس غرض سے کہ اس طرح وہ اپنا حق حاصل کر سکے یا اپنے سے ظلم کو دفع کر سکے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حبشہ کی زمین میں کسی معاملہ میں ناحق پکڑا گیا تو اس نے دو دینار دیئے تب ان کو چھوڑا گیا اور تابعین وائمہ کی ایک جماعت سے یہ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا : اگر کوئی کچھ مال وغیرہ دے کر اپنی جان ومال سے ظلم دفع کرے جب انہیں خوف ہو کہ اگر وہ کچھ نہ دے گا تو اس کی جان یا مال کو نقصان پہنچے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔‘‘

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس روایت کی طرف مجمع بحار الانوار کی عبارت میں اشارہ ہے وہ ہم ذیل میں امام بیہقی کتاب السنن الکبری سے نقل کرتے ہیں ۔

((باب : من اعطاہا لیدفع بہا عن نفسہ اومالہ ظلما اویاخذ بہا حقا))

’’یعنی یہ باب اس باب کے بیان میں ہے کہ اگر یہ رشوت کوئی دوسرے شخص کو دیتا ہے اس غرض کے لیے کہ اس طرح وہ اپنی جان ومال سے ظلم دفع کرے یا اپنا حق حاصل کریں تو اس کا کیا حکم ہے ؟‘‘

پھر اس باب کے تحت یہ روایتیں لائیں ہیں :

((أخبرنا ابوالحسین الفضل القطان ببغداد أنبا عبداللہ بن جعفر ثنا یعقوب بن سفیان ثنا زید بن المبارک الصنعانی وکان من الخیار قال ثنا وکیع ثنا ابوالعمیس (ہو عتبة بن عبداللہ بن عتبة بن عبداللہ بن مسعود) عن القاسم بن عبدالرحمن عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہ لما أتی ارض الحبشة أخذ بشیء فتعلق لہ فاعطی دینارین حتی خلی سبیلہ)) بیہقی کتاب آداب القاضی 'جلد ۱۰ 'صفحہ ۱۳۹.

اس روایت کی سند کے متعلق بعد میں کچھ عرض کریں گے یہاں متن کا ترجمہ لکھا جاتا ہے ۔

’’حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب حبشہ کی زمین میں آیا تو کسی بات میں پکڑا گیا اور وہ ان سے چمٹ گئے (یعنی وہ آپ کو چھوڑ نہیں رہے تھے ۔) حتی کہ انہوں نے دو دینار دیئے تب ان کی خلاصی ہوئی ۔‘‘

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں ، لیکن قاسم بن عبدالرحمن جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں وہ اگرچہ ثقہ ہے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا پوتا بھی ہے) لیکن انہوں نے اپنے دادا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا لہذا یہ قرین قیاس ہے کہ انہوں نے یہ روایت اپنے والد عبدالرحمن سے سنی ہو اور انہوں نے اپنے والد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور یہ چونکہ ان کے خاندان اور دادا کی بات ہے لہذا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ روایت انہوں (قاسم) نے ضرور اپنے والد عبدالرحمن سے سنی ہوگی ۔ (واللہ اعلم)

پھر امام بیہقی دوسری روایت وہب بن منبہ تابعی سے ذکر کرتے ہیں :

(اخبرنا ابن الفضل انبا عبداللہ بن جعفر ثنا یعقوب بن سفیان ثنا زید (ہو ابن المبارک) ثنا عبدالملک بن عبدالرحمن عن محمد بن سعید ہو (ابن رمانة) عن ابیہ (ہو سعید بن رمانة) عن وہب بن منبہ قال : لیست الرشوة التی یاثم فیہا صاحبہا بان یرشع فیدفع عن مالہ ودمہ 'انما الرشوة التی یاثم فیہا أن ترشوا لتعطی مالیس لک)) السنن الکبري : ج ۱۰ 'ص ۱۳۹.

''یعنی وہب بن منبہ (جوایک مشہورتابعی ہے) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایاکہ: وہ رشوت جواس کادینے والااس کی وجہ سے گنہگارہوتا ہے وہ یہ نہیں''

ہے جوآدمی اپنے خون ومال کے مدافعت میں دیتا ہے ہاں جس رشوت دینے سے آدمی آثم وگنہگار ہوگاوہ یہ ہے کہ تورشوت اسے اس لیے دے کہ تجھے وہ چیزوغیرہ مل جائے جوتیری نہیں یااس پرتیراحق نہ ہو۔''

اس روایت کی سند کے دوراوی محمد بن سعید بن رمانہ اوراس کے والدسعید بن رمانہ کاذکر فن رجال کی کتاب تہذیب التہذیب میں ملتا توہے، لیکن ان کے متعلق جرحاً وتعدیلاً کچھ نہیں لکھااورنہ ہی کسی دوسری کتاب سے کچھ مزیدپتہ چل سکا۔

بہرحال فتاوی نذیریہ کی عبارت سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگاکہ ان کے ہاں جومال اپنے حق کے حاصل کرنے یاظلم کے دفع کرنے کےلیے دیاجاتا ہے وہ رشوت ہی نہیں لیکن امام بیہقی کی رائے یہ ہے کہ یہ بھی رشوت ہے اس لیے باب میں یہ لکھا

''من اعطاہا''اورہاکی ضمیررشوت کی طرف لوٹتی ہے جواس باب سے پہلے باب میں گذرچکی ہے لیکن اس طرح کی رشوت دینے والاگنہگارنہ ہوگااس طرح وہب بن منبہ کی عبارت بھی ظاہر ہے کہ یہ بھی رشوت ہے لیکن اس کادینے والاگنہگارنہ ہوگا۔

راقم الحروف کی تحقیق بھی یہ ہے یعنی آدمی اپنے حق حاصل کرنے کےلیے یااپنی جان ومال سے ظلم کی مدافعت کےلیے کچھ دیتا ہے تووہ رشوت توہے لیکن اس کے دینے والاآثم (گنہگار) نہ ہوگاکیونکہ وہ مجبورہے، البتہ لینے والاضرورگنہگارہوگاکیونکہ اس کے پاس اس مال کے لینے کاکوئی جوازنہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

راقم الحروف کوجوکتاب وسنت کی روشنی میں جوکچھ سمجھ میں آیاوہ ذکرکردیاہے اگرصحیح ہے تومن عنداللہ سے ورنہ یہ میری غلطی ہے۔

قرآن کریم سورۃ الانعام میں ہے:

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ (الانعام:١١٩)

''آخرکیاوجہ ہے کہ تم وہ چیزنہ کھاوجس پراللہ کانام لیاگیاہوحالانکہ جن چیزوں کااستعمال حالت اضطراب کے سوادوسری تمام حالتوں میں اللہ نے حرام کردیاہے ان کی تفصیل وہ تمہیں بتاچکا ہے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہواکہ جوچیزیں کتاب وسنت میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوچکی ہیں تووہ اشیاء یاامورحرام ہیں لیکن اضطراری اورمجبوری کی حالت میں مستثنی ہیں یعنی جوچیزیں ناجائزوحرام ہوں لیکن اگراضطراری یامجبوری یااستکراہ کی حالت ہوتوجائزہوجاتی ہیں لیکن اس کاجواب یہ مطلب نہیں کہ اب اس چیزکوبے تحاشاحلال سمجھ کرخوب کام میں لایاجائے بلکہ جتنی مقدارسے ہوگیا ہے توپھرمزیداستعمال نہ کرے، اب رشوت جوایک مضطرومجبوری آدمی اپنے حق کے حصول کےلیے دیتا ہے تووہ اس دینے پرمجبورہے کیونکہ اگرنہیں دیتاتواس کاحق غضب ہوجاتا ہے لہذاایسی صورت میں دینے والاگنہگارنہ ہوگاہاں لینے والاآثم (گنہگار) ہوگا۔

اب ایک حدیث ملاحظہ کیجئے:

((عن ابن ابی ذرالغفاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوزلی عن اُمتی الخطاء والنسیان وماا ستکرھواعلیہ)) حدیث حسن رواہ ابن ماجۃ کتاب الطلاق'باب طلاق المکرہ والناسی'رقم الحدیث:٢٠٤٣.

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے میری امت کی تین چیزوں سے درگزرفرمایا ہے۔ (1) غلطی سے کوئی کام ہوجائے۔ (2) بھول کرکوئی کام کیاہو۔ (3) جس پروہ مجبورکردیاگیاہو۔''

اس صحیح حدیث سے معلوم ہواکہ جوشخص کسی مجبوری یااستکراہ کی وجہ سے کسی کام کے کرنے پرمجبورہوگیا ہے تواللہ تعالی اس سے درگذرفرماتا ہے۔

بہرحال اس حدیث سے بھی معلوم ہواکہ اگرمجبورہوکراپنے حق کے حصول کےلیے یااپنے اوپرظلم کے دفعیہ کےلیے رشوت دیتا ہے تووہ اس سے گنہگارنہیں ہوگا۔

یہاں یہ بات اچھی طرح سوچ لینی چاہئے کہ آیافی نفس الامراورواقعتادینے پرمجبورہے؟ اوراس کے علاوہ اس کے پاس اورکوئی چارہ نہیں ہے۔ اگراس کے سوااورکوئی جائزصورت ہے توپھررشوت ہرگزنہیں دینی چاہئے۔
ھذاماعندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر463

محدث فتویٰ